

تفسير احمد

سُورَةُ الْكُوْثِرِ
Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الکوثر» کا تفسیر و ترجمہ

تصنيف: امين الدين « سعیدی - سعيد افغانى »

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة الكوثر

جزء (30)

سورة الكوثر مکہ میں نازل ہوئی، اس کی تین آیتیں ہیں۔

وجه تسمیہ:

ابن مردویہ نے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر اور عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ سورت مکی ہے، کلبی اور مقاتل بھی اسے مکی کہتے ہیں، اور جمہور مفسرین کا بھی یہی قول ہے، لیکن حسن بصری، عکرمہ، مجاہد اور قتادہ نے اسے مدنی قرار دیا ہے، امام سیوطی نے اتقان میں اس قول کو صحیح کہا ہے، اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں اسی کو ترجیح دی ہے، اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن مروویہ، بیہقی اور دیگر محدثین نے انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ہلکی نیند کی حالت میں تشریف فرما تھے، اس کے بعد مسکراتے ہوئے سر اٹھایا، بعض روایات میں آتا ہے کہ حاضرین نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کس چیز پر مسکرا رہے ہیں، اور بعض روایات میں ہے کہ لوگوں کے پوچھے بغیر خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔

"جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: أَعْفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِغْفَاءً، فَرَفَعَ رَأْسَهُ مَتَبَسِّبًا فِيمَا قَالَ لَهُمْ، وَإِنَّمَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ ضَحَكْتَ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ أَنْزَلَتْ عَلَيَّ أَنْفَاسُورَةً فَقَرَأْتُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، إِنَّمَا أُعْطِينَاكَ الْكُوثَرَ حَتَّى خْتَمَهَا، فَلَمَّا قَرَأَهَا قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا الْكُوثَرُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدْنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ، عَلَيْهِ حَوْضٌ تَرْدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، آيَتُهُ عَدَدُ الْكُوثَرِ" (البانی (صحیح ابی داؤد) (4747))

ترجمہ: "رسول اللہ ہلکی نیند سو گئے تھے، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر نیند سے اٹھایا اور صحابہ کرام سے فرمایا: تم جانتے ہو میرے مسکرانے کی وجہ کیا تھی؟ یا صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی، آپ نے فرمایا کہ: مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی پھر آپ نے اس کی تلاوت کی، یہاں تک کہ وہ سورت مکمل کر لی، پھر آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: کوثر ایک نہر ہے جسے خدا تعالیٰ

نے جنت میں مجھے عطا فرمائی ہے، اور اس میں خیر ہے، قیامت کے دن میری امت کے لوگ اس پر وارد ہوں گے، اس کے برتن ستاروں کے برابر ہیں کچھ لوگ اس سے روکے جائیں گے، میں کہوں گا: اے رب! یہ میری امت میں سے ہیں، لیکن مجھ سے کہا جائے گا: آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا چیزیں ایجاد کیں۔

سورة "کوثر" نام رکھنے کی وجوہات

اس سورہ کے دو نام ہیں: "الکوثر اور النحر" لیکن قرآن کے نسخوں میں اس سورت کو "کوثر" کہا جاتا ہے، اس سورت کا نام "الکوثر" کیوں رکھا گیا ہے؟ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ اس سورت کا آغاز "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" سے ہوا ہے، اگرچہ ابن کثیر سمیت بعض مفسرین کے نزدیک یہ سورہ مدنی ہے۔ "کوثر" بروزن "فوعل" صیغہ مبالغہ اور کثرت کے مادہ سے ہے، یہاں کثرت کے معنی دیتا ہے، یعنی: کثرت تمام چیزوں کو شامل ہوگی، آنے والی آیات کے مطابق اس سے مراد خیر کی فراوانی ہے، ہر اس چیز کی کثرت جس کی انسان کو طلب اور ضرورت ہو، اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو اس طرح بنایا ہے کہ زیادہ کی مانگ اس کی طبیعت کی خصوصیات میں سے ہے، البتہ اس کی تعدیل ہو کر متوازن ہونا چاہیے، وہ بہت زیادہ دولت اور اعلیٰ رتبہ چاہتا ہے، اور لمبی زندگی چاہتا ہے، یقیناً انسان کی خواہش ہے کہ اس کو موت نہ آئے، نہ مرے، یہ سورت کا مفہوم ہے۔

یہ بھی مکی سورت ہے، اس لیے واضح ہے کہ سورت کا محور بصیرت کی اصلاح ہے، جب کوئی اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا چاہتا ہے، تو اسے کمزوری یا کمی محسوس نہیں کرنی چاہیے، نہیں تو وہ اپنی دعوت میں کامیاب نہیں ہوگا، یہ بہت اہم نکتہ ہے، کوثر والوں میں سے ہونا چاہیے اور کم پر قناعت کرنا چاہیے۔

سورة الكوثر اور ماعون کے درمیان ربط و مناسبت

سورة الماعون میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں اور جھوٹوں کی چار خصلتیں بیان کی ہیں۔

- 1 - بخل، (ماعون آیات: ۲-۳)
- 2 - نماز میں غفلت اور اسے غیر اہم سمجھنا (ماعون آیت: ۵)
- 3 - نماز میں ریا اور دکھلاوا (ماعون آیت: ۶)
- 4 - پڑوسیوں کو معمولی چیزوں میں مدد کرنے سے گریز کرنا (ماعون آیت: ۷)

سورة الكوثر میں ان چار مذموم، قبیح، مکروہ، اور ناپسندیدہ صفات کے مقابلے میں سورة الكوثر میں چار پسندیدہ صفات جو پیغمبر خاتم کو عطا کی گئی

تھیں کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

الف: بخیل کے بخل کے برعکس و افر اور مستقل بھلائی (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ)۔

ب: نماز ادا کرنے میں استقامت : "فَصَلِّ"۔

ج: اپنے رب کی رضا کی خاطر نماز میں اخلاص اور پاکیزگی : "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأُحْزَرُ"۔

د: قربانی کرنا اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا، "منع ماعون" کے برعکس، یعنی: پڑوسیوں کو امانت دینے سے گریز کرنا۔

سورة الكوثر کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورہ کوثر میں (۱) رکوع، تین (۳) آیات، گیارہ (۱۱) الفاظ، سینتیس (۳۷) حروف اور اٹھارہ (۱۸) نقطے ہیں، قرآن مجید کی سب سے مختصر سورتوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

(یاد رہے کہ سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، اس کی تفصیل کے لیے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)۔

ایک مشہور قول اور مفسرین کے قول کے مطابق جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا ہے یہ مکی سورتوں میں سے ہے، لیکن عکرمہ، حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ: سورہ کوثر مدنی ہے، ابن کثیر کی بھی یہی رائے ہے۔

سبب نزول:

امام سیوطی اپنی کتاب "اسباب النزول" میں سورہ کوثر کے نزول کے بارے میں لکھتے ہیں: ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ: قریش ایسے شخص کو جس کے بیٹے فوت ہو جاتے اسے "ابتر" اور بے اولاد کہتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کا انتقال ہو گیا، تو عاص بن وائل نے کہا: محمد ابتر اور بے اولاد ہو گئے، پھر خدا تعالیٰ کا یہ کلام نازل ہوا: "إِنَّا

أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" ترجمہ: بلاشبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی۔

مذکورہ کتاب کے محقق عبدالرزاق المہدی اس روایت کی تعلیق میں کہتے ہیں: واحدی نے "۸۷۳" نمبر کے ساتھ اس روایت کو یزید بن رومان سے روایت کیا ہے، اور یہ مرسل روایت ہے، لیکن درج حدیث کے ساتھ قوی ہو جاتا ہے، بیہقی نے "دلائل النبوة" میں محمد بن علی (بن حسین بن علی بن ابی

طالب) سے اس طرح روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کا نام قاسم تھا، مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ: خدا کا یہ کلام عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوا، جس نے کہا تھا کہ: میں محمد کا دشمن ہوں، طبری نے ۳۸۲۱۷ میں مجاہد سے، اور ۳۸۲۱۹، ۳۸۲۱۸ میں قتادہ سے اور

۳۸۲۱۵، ۳۸۲۱۶ میں سعید بن جبیر سے مرسل روایت کیا ہے، یہ سب مجموع الفتاویٰ کے مطابق قوی ہیں۔

تفسیر انوار القرآن میں ہے کہ: مشرکین رسول اللہ ﷺ اور آپ کے پیروکاروں کو کمزور اور کمتر سمجھتے تھے، اور آپ ﷺ کے بیٹوں کی وفات پر خوش تھے (قاسم کی مکہ میں اور ابراہیم کی مدینہ میں)، اور مؤمنین کے سخت اور مشکل حوادث میں مبتلا ہونے پر خوشیاں مناتے تھے، تو پھر یہ سورت نازل ہوئی تاکہ یہ اعلان کرے کہ خدا کے رسول اللہ ﷺ مضبوط اور کامیاب ہیں، اور ان کے پیروکار غالب ہیں، اور آپ کی اولاد کی موت سے آپ کی شان میں کوئی کمی نہیں آئی، رسول اللہ ﷺ کے دشمن آخر کار دم کٹے اور بے نام و نشان ہوں گے، ان کا نام و نشان اور شہرت باقی نہیں رہے گی۔ مفسر ابو حیان کہتے ہیں کہ کوثر کے بارے میں چھبیس اقوال ہیں، لیکن صحیح وہی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: "جنت میں ایک نہر ہے، جس کے کنارے سونے سے بنے ہوئے ہیں، اور اس کے بہنے کی جگہیں موتیوں اور یاقوت کی ہیں، کستوری سے زیادہ خوشبو والا اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے" ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ: کوثر سے مراد بہت زیادہ خیر ہے (البحر: ۸/۵۱۹)، ابن عباسؓ نے کہا: کوثر سے مراد خیر کثیر (بہت زیادہ بھلائی) ہے، جو مفسرین کے تمام اقوال کو شامل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو بہت سی فضلتیں عطا کی گئی ہیں، ان میں سے نبوت، کتاب، حکمت، علم، شفاعت، حوض، مقام محمود، بہت سے پیروکار، دشمنوں پر فتح، اور فتوحات کی کثرت اور دیگر بہت سی بھلائیاں عطا ہوئی ہیں۔

سورہ کوثر کی تمہید

سورہ کوثر جو مکی سورتوں میں سے ایک ہے جو کہ اس بارے میں بحث کرتی ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو کیا کچھ عطا کیا ہے، اور یہ کہ آپ کو دنیا اور آخرت کی کون کونسی بھلائیاں عطا کی ہیں ان میں سے حوض کوثر، اور دیگر جامع اور قیمتی نعمتیں ہیں، اور اپنے پیغمبر کو پیغام دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے شکر کے طور پر نماز قائم کریں اور قربانی کریں۔

اس مبارک سورت کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو بشارت دی جا رہی ہے کہ آپ کے دشمن بے نام و نشان ہوں گے، اس سورت میں اللہ تعالیٰ وضاحت فرماتا ہے کہ اس کے نبی کے دشمن بے نسب اور دم کٹے ہیں۔

یاد رہے کہ اس سورت میں دو غیبی خبریں ہیں: ایک کوثر کا تحفہ، اور وہ بھی اس وقت جب مکہ میں آپ ﷺ خالی ہاتھ تھے، اور آپ کا کوئی بیٹا نہیں تھا، اور دوسرا دشمن کا بے نام و نشان ہونا جن کی بہت سے اولاد تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَةُ الْكُوْثِرِ

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثِرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَاُحْزِرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳

سورت کا ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثِرَ ۝۱	بلا شبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَاُحْزِرْ ۝۲	پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر
اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳	بیشک تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا

لغات اور اصطلاحات کی تشریح

"اِنَّا" یقیناً ہم نے "اَعْطَيْنَاكَ" ہم نے آپ کو تحفہ دیا ہے، "الْكُوْثِرُ" (کثرت) زیادہ خیر اور بھلائی، کوثر: کثرت کا مبالغہ ہے "قدم فلان بکوثر کثیر" فلان ڈھیر سارے خیر اور بھلائی کے ساتھ واپس آیا، "صَلِّ لِرَبِّكَ" صرف اپنے رب کے لیے نماز پڑھ، ایسی نماز جو دکھاوے سے خالی ہو، "اُحْزِرْ" صرف اپنے رب کے لیے اور صرف اس کے نام پر قربانی کر، نہ کہ کسی اور مقصد کے لیے، تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اپنے سینے (چہرہ) تک اٹھائیں، (غریب القرآن)۔ "وانحر" خدا تعالیٰ کا بندوں کے متعلق شفقت اور مہربانی ہے، (تفسیر کبیر) "شانی" "شناً": برا اور بدتمیز دشمن، (سورہ مائدہ: ۲ اور ۸ شأن: دشمنی) "الْاَبْتَرُ" خیر اور برکت سے خالی، بے اصل اور بے نسب، بے نام و نشان، بے اولاد، بانجھ

کوثر عربی زبان میں

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا: "کوثر" عظیم تحفہ اور خیر کثیر ہے، یعنی ایک ایسی نیکی جو کئی سمتوں میں فراوانی کے ساتھ ہو، اس لیے کہ لفظ ہر خیر کو شامل ہے، جو رسول اللہ ﷺ کو عطا کی گئی ہے، حوض کوثر دیگر خیر اور برکتوں سمیت، صحیح نصوص اور احادیث کے مطابق کوثر: ایک ایسی نہر جس کے کنارے سونے سے بنے ہوئے ہیں اور اس کی نالی موتیوں اور یاقوت سے بنی ہے، اور وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے، جو بھی اس

سے پیئے گا اس کو کبھی پیا س نہیں لگے گی (رواہ ترمذی)
تفسیر

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ	بلاشبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی
----------------------------------	-------------------------------

ہم نے آپ ﷺ کو بہت ساری بھلائیاں عطا کی ہیں، اس سورت میں تمام باتوں کے مخاطب رسول اللہ ﷺ ہیں، جیسے سورۃ الضحیٰ اور سورہ الم نشرح، ان تینوں سورتوں کے اہم مقاصد میں سے ایک نبی کریم ﷺ کو تسلی دینا ہے ان تمام حوادث، واقعات اور دشمن کے مسلسل بد زبانوں کی وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے وعدے پورا کرتا ہے، سورۃ الضحیٰ میں خدا تعالیٰ نے تحفہ دینے کا وعدہ کیا تھا: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" (ضحیٰ: ۵) "اور یقیناً عنقریب تیرا رب تجھے عطا کرے گا، پس تو راضی ہو جائے گا" اس سورت میں فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے وعدے پر عمل کیا: "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ"۔ یاد رہے کہ: نعمتوں کی فراوانی، اور خوشی میں اپنے پروردگار کو نہیں بھولنا چاہیے۔

اس سورت میں دو غیبی خبریں ہیں

ایک نبی ﷺ کو کوثر کا عطا ہونا، وہ بھی مکہ معظمہ میں جب رسول اللہ ﷺ خالی ہاتھ تھے، اور آپ کا بیٹا بھی فوت تھا، اور دوسرا دشمن کا بانجھ ہونا، جس کی اولاد بھی تھی اور بہت سی دولت بھی تھی۔

ہمارے عظیم رب خوبصورت انداز میں فرماتے ہیں: "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" ترجمہ: "ہم نے تجھے کوثر (بہت ساری خیر اور بھلائی) عطا کی"۔

"أَعْطَيْنَا" بمعنی ہم نے دیا اور بخش دیا ہے، یہ جو باریکی لفظ "أَعْطَيْنَا" میں موجود ہے وہ اعطاء میں ہے، اور اعطاء میں ایک قسم کی تعظیم اور احترام اس آدمی کے لیے ہے جو ایسی چیز کو لیتا ہے جس کا وجود ہے، دراصل جب احترام کرنا مقصود ہو تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے عطا کیا، دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ لفظ "أَعْطَيْنَا" کا فاعل اللہ ہے، لیکن اس موقع پر جمع کے صیغے کے ساتھ بیان ہوا ہے بجائے اس کے کہ کہتے: میں نے یہ تجھے دیا، کہتا ہے کہ: ہم نے دیا، یہ ایک جلالت شان، بڑائی اور بلند مرتبہ و مقام اور قدرت کا اظہار ہے۔

"أَعْطَيْنَا" جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا عطاء کا معنی صرف دینے اور بخشنے کے ہیں، ایسا دینا اور بخشنا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو یقیناً کسی قسم کا احسان جتائے بغیر ہے، اور اگر غیر اللہ کی طرف سے ہے تو یہ مذمت کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے، اور بغیر مذمت کے بھی، اسی طرح اگر

یہ بخشش خدا کی طرف سے ہو تو اس سے انسان میں مثبت تبدیلی پیدا ہوتی ہے، اگر دینے والا خدا کے علاوہ کوئی اور ہے تو ہمیں کسی بھی لمحہ ذلت کے انتظار میں رہنا چاہیے، یا اس کے پشیمان ہونے کا انتظار کرنا چاہیے، کہ اسے ہم سے واپس لے، پر سکون اور پر اعتماد طریقے سے انسان کو جو کچھ دینے والا ہے وہ صرف وہی عظمت والا رب ہے، اس ذات نے جو کچھ ہمیں دیا ہے وہ واپس نہیں لے گا، لیکن افسوس ہے کہ انسان خدا کی نعمتوں کا سب سے کم شکر ادا کرتا ہے، اور ان لوگوں کا سب سے زیادہ شکر ادا کرتا ہے جو کم سے کم دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ شکر کے طلبگار ہوئے ہیں۔

تفسیر جلوہ ہائے ازا سرار قرآن سورة الكوثر میں لکھتے ہیں: صیغہ "أَعْطَيْتُكَ" (ہم نے آپ کو دیا) میں یہ بتایا ہے کہ "کوثر" سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو نبی کریم ﷺ کو دی گئی تھیں، وہ نعمتیں جسے نبی ﷺ اپنے تمام وجود کے ساتھ محسوس کرتے تھے، اور آپ کے لیے اتنی قابل فہم تھیں کہ اس کی وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

"الکوثر" کا اطلاق ان نعمتوں پر جو نبی ﷺ کے اختیار میں ہیں یا جنت میں عطا کی جائیں گی سورت کی روح اور الفاظ کے ساتھ مطابقت نہیں بنتی۔

پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر	فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأُحْزِرْ ۝۲
---	---------------------------------

یعنی آپ ﷺ کو جو بے شمار نعمتیں دی گئی ہیں کے بدلے میں دو عمل کرنے کا مطالبہ ہے، پہلا عمل: اپنے رب کے لیے صدق دل سے نماز پڑھ اور سجدہ کر، مفسرین کی اصطلاح میں (اپنے خالق سے براہ راست تعلق قائم کرنا) یہ بات قابل ذکر ہے کہ: شکر یہ فوری طور پر ہونا چاہیے "فَصَلِّ" حرف فاء تسریع کے لیے ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ اس عظیم نعمت کی وجہ سے جو آپ کو عطا ہوئی ہے، اونٹ کی قربانی کر، جو عربوں کے ہاں بہترین مال شمار ہوتا تھا۔

"فَصَلِّ" جس عمل کو "کوثر" کے شکر یہ کے طور پر انجام دیا جاسکتا ہے وہ "نماز" ہے، "فَصَلِّ لِرَبِّكَ" ہم ملاحظہ کرتے ہیں کہ: دینی احکام عقل اور فطرت کے مطابق ہیں، عقل نعمتوں کا شکر ادا کرنا ضروری سمجھتی ہے، اور دین بھی یہی حکم دیتا ہے۔

رب عزوجل فرماتا ہے: ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے صدق دل سے ہمارے لیے اپنی فرض نمازیں جاری رکھو "اور قربانی کرو" میری رضا کے لیے میرے نام پر، بت پرستوں کی طرح نہیں کہ جو میرے علاوہ دوسروں

کے لیے قربانی کرتے ہیں۔

التسهیل میں ہے کہ: مشرکین نماز پڑھتے ہوئے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے، اور بتوں کے لیے اونٹ قربان کرتے تھے، اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ کی نماز اور قربانیاں خالص میرے لیے ہوں، اونٹوں کی قربانی صرف اس کے لیے ہو، یعنی توحید اور اخلاص کا حکم دیتا ہے۔ قتادہ، عطاء اور عکرمہ کہتے ہیں کہ "وانحر" کا معنی عید الضحیٰ کی نماز پڑھنا اور اس میں قربانی ذبح کرنا ہے، ابن کثیر کہتے ہیں: درست یہ ہے کہ "نحر" سے مراد حج اور مناسک میں جانور ذبح کرنا، ہدیہ اور قربانی کرنا، ابن کثیر نے اس بارے میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے، اللہ تعالیٰ نے عطا کردہ نعمتوں کے مقابلے میں انسانوں کے لیے جو فرض اور ذمہ داری بیان کی ہے، وہ نعمت کا شکر ادا کرنا ہے، لیکن جس نکتے کی طرف توجہ دینی چاہیے وہ یہ ہے کہ نعمت اور شکر میں تناسب لازم ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نعمت جتنی بڑی اور عظیم تر ہو تو اس کے لحاظ سے زیادہ شکر کرنے کی ضرورت ہے۔

اس سورہ میں ہمارے رب عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو کوثر کی نعمت دینے کا ذکر کیا ہے، "کوثر" ایک صفت ہے جو کثرت سے ماخوذ ہے، اس کا معنی خیر اور نعمتوں کی کثرت اور بہتات کا ہے، اس عظیم نعمت اور زیادہ خیر کے لیے بہت زیادہ شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کے بدلے میں رسول اللہ ﷺ کے کاندھوں پر دو ذمہ داریاں ڈالی ہیں اور فرمایا: "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ" اب جبکہ یہ حال ہے تو صرف اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

ملاحظہ فرمائیں: کوثر کے شکر کے طور پر سب سے پہلا فرض نماز ہے، نماز سب سے جامع اور مکمل عبادت ہے، اور وہ اس طرح کہ اس میں قربت کے حصول کے لیے قلب حاضر ہوتا ہے اور زبان حمد اور سورت کے تلاوت کے ساتھ اور جسم کے اعضاء رکوع سجود کے ساتھ مصروف ہوتے ہیں۔ دوسری ذمہ داری جو کوثر کے تشکر کے طور پر ہے وہ نحر کرنا یعنی

قربانی ہے، "وانحر" سے تفسیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قربانیوں میں سے اونٹ زیادہ اہمیت کا حامل ہے، اور مسلمان اس میں بہت دلچسپی رکھتے تھے، اور اونٹ نحر کرنا بڑی قربانی اور جذبہ کے بغیر ممکن نہ تھا، چونکہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ کوثر کی نعمت اور اس کے شکرانے کے درمیان توازن قائم ہو، اس لیے نماز پڑھنے اور اونٹ کی قربانی کا حکم دیا۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کا اللہ کے سوا کسی اور کے لیے بجالانے

کا کوئی معنی نہیں ہے، خاص طور پر "رب" کے مفہوم کے حوالے سے جس سے مراد نعمتوں کا تسلسل، تدبیر اور پروردگار کی ربوبیت ہے، کیونکہ "رب" لفظ کا مطلب ہے وہ مالک جو اپنے مملوک کے حکم کی تعمیل کرتا ہے، خدا تعالیٰ کا حکم "فَصَلِّ لِرَبِّكَ" مشرکوں کے اعمال کے برخلاف ہے جو بتوں کو سجدہ اور ان کے لیے قربانی کرتے تھے، حالانکہ اپنی تمام نعمتوں کو رب کی طرف سے سمجھتے تھے بہر حال، تعبیر "لربک" سے عبادات میں قرب کی نیت کی ضرورت واضح ہے۔

"فَصَلِّ" اور "وَأُحْزِرْ" کے درمیان کیا ربطہ ہے؟

ان دونوں جملوں کے درمیان تعلق کو واضح کرنے کے لیے ہمیں پہلے "وَأُحْزِرْ" کی تشریحات کو دیکھنا چاہیے، اس کے نتیجے میں ہم ان دونوں جملوں کے درمیان تعلق کی نشاندہی کرتے ہیں۔

الف: "وَأُحْزِرْ"، نحر کے مادہ سے ہے، بمعنی: گلے والی جگہ، اور یہاں اونٹ

کا گلہ مراد ہے، اگر آپ نے سنا یا دیکھا ہوگا اونٹ کو کاٹنے کے لیے دوسرے جانوروں کی طرح اس کی گردن نہیں کاٹتے، اسی لیے اونٹ کو پہلے نحر کیا جاتا ہے، یعنی اس کے حلق میں بڑا چھرا گھونپا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سا خون بہہ جاتا ہے، اور اس کا جسم سست پڑ جانے یا کمزور ہونے کے بعد زمین پر گرتا ہے، پھر اس کی گردن کاٹ کر سر الگ کرتے ہیں، اس عمل کو نحر کہتے ہیں، جس کا مطلب قربانی ہے، اور ہوسکتا ہے کہ نماز کے حکم کے بعد "نحر" کا حکم دینے کی وجہ بندے کے اللہ کے ساتھ تعلق کے بعد، بندوں کے بندے کے ساتھ تعلق کی طرف اشارہ ہو، یعنی اگر انسان کا خدا کے ساتھ تعلق ہو تو وہ معاشرے سے اپنا تعلق منقطع نہیں کرسکتا، کہ غریبوں اور مسکینوں کا خیال نہ رکھے، بلکہ دونوں تعلقات کو مضبوط رکھتا ہے۔

ب: لفظ "وَأُحْزِرْ" سے مراد قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا ہے، کیونکہ "نحر"

کے مادہ کے معنی حلق کے ہوتے ہیں، پھر عرب اسے ہر چیز کا مقابلہ کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے، یہاں بھی خدا تعالیٰ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے کا حکم دے رہا ہے، درحقیقت یہ نماز کی شرائط میں سے ایک شرط ہے جس کی نشاندہی کی گئی ہے۔

یہ آیت قربانی پر عید کی نماز کو مقدم رکھنے کی دلیل ہے اور یہ جمہور کی رائے ہے، اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھی جائے اور ہدی و قربانی منیٰ میں ہو، یہاں اس امر کا بیان آپ

کی امت کی تعلیم کے لیے ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہاں نماز سے مراد عید کی نماز اور نحر کا معنی قربانی کرنا ہے، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ وہ نماز اور قربانی دیگر نمازوں اور مناسک کو بھی شامل ہو۔
ج: اس سے مراد تکبیر کے دوران ہاتھ گلے یا چہرے کے سامنے اٹھانا ہے۔

آیت "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ" سے معلوماتی اسباق

آیت "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ" جس نصیحت آموز سبق کا استنباط کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ:

1- وہ نعمتیں جو پیغمبر اسلام کے لیے ذمہ داری لاتی ہیں، "اعطیناک....فصل"۔

2- شکر یہ فوری ہونا چاہیے، (فصل) میں "حرف فاء تسریع کے لیے ہے"

3- دینی احکام عقل اور فطرت کے مطابق ہوتے ہیں، عقل بھی نعمتوں کا

شکر یہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہے، دین بھی یہی حکم دیتا ہے "فَصَلِّ

لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ"

4- چونکہ نعمت کا تحفہ اسی کی طرف سے ہے "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ" اس لیے شکر

بھی اسی کا ہونا چاہیے "فَصَلِّ لِرَبِّكَ"

5- اللہ سے تعلق انسانوں سے تعلق پر مقدم ہے، "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ"

6- اس اتفاق کی اہمیت ہے جو ایمان اور عقیدت کے ساتھ ہو، (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ)

7- اس نماز کی قدر و قیمت ہے جو اخلاص کی ساتھ ہو، "لِرَبِّكَ"

بیشک تمہارا دشمن ہی ہے اولاد رہے گا	إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝
-------------------------------------	------------------------------------

جب آپ ﷺ کے بیٹے وفات پا گئے، تو عاص بن وائل نے کہا: اسے چھوڑ دو، وہ بغیر پشت کا آدمی ہے، "ابتز" یعنی اس کی نسل باقی نہیں رہی، پس جب وہ مرے گا تو اس کا نام بھلا دیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اور اعلان فرمایا کہ یہ کافر خود ابتز ہے، اگرچہ اس کی اولاد بھی ہو، کیونکہ وہ خدا کی رحمت سے محروم ہے، اس کا نام لعنت اور نفرت کے سوا نہیں لیا جائے گا، لیکن نبی کریم ﷺ کا نام قیامت تک مینار و منبر پر لوگوں کی زبانوں پر رہے گا، آپ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ لیا جاتا رہے گا، اور مؤمنین قیامت تک ان کی پیروی کریں گے، پس وہ ان کے لیے باپ کا درجہ رکھتے ہیں، اس پر درود و سلام ہو خدا کا۔

"تفسیر جلوہ های از اسرار قرآن" کے مفسر اس بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اس آیت مبارکہ سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں نے آپ ﷺ صحابہ کرام کو مکہ میں محاصرے میں لے لیا، مکمل روابط منقطع کر دیے تھے، مکہ کے تمام اقوام اور قبائل سے آپ ﷺ تعلقات کے منقطع کر کے انہوں نے محسوس کیا کہ نبی ﷺ کو لوگوں سے الگ کر دیا ہے اور ان کے درمیان اثر و رسوخ کے راستے بند کر دیئے ہیں (جلوہ های از اسرار قرآن، سورۃ الکوثر) اس طرح آیت میں دو موضوع قابل ذکر ہیں:

- 1- دو تاکید کا موجود ہونا (أَنَّ او و هُو) اس بات کی علامت ہے کہ یقیناً اور ضرور تمہارا دشمن اور بد خواہ بغیر اولاد رہے گا۔
- 2- "شانئی" اسم فاعل ہے، یعنی: اس میں ماضی، حال اور مستقبل کے دشمن شامل ہیں، اس لیے قرآن کے اس اشارے سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ نبی کا دشمن ہر دور میں بے نسل رہے گا۔

سورۃ کوثر کی تفسیر انس بن مالک کی حدیث کے تناظر میں

انس بن مالک بن النصر بن مضم، ان کا لقب: ابو حمزہ ہے، جو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، ان کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے، جو کم عمری میں نبی ﷺ پر ایمان لائے تھے، نبی ﷺ کے خدمت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ، اکثر غزوات میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہے، عالم اسلام کے معتبر محدثین میں سے ہیں، آپ سورہ کوثر کی تفسیر میں فرماتے ہیں: أغفی رسول الله صلى الله عليه وسلم إغفاء، فرغ رأسه متبسها، فإما قال لهم، وإما قالوا له: يا رسول الله لم ضحكت؟ فقال: إنه أنزلت على أنفا سورة فقرأ (بسم الله الرحمن الرحيم، إنا أعطيناك الكوثر) حتى ختها، فلما قرأها قال: هل تدرون ما الكوثر؟ قالوا: الله ورسوله أعلم! قال: فإنه نهر وعدنيہ ربی عز وجل فی الجنة، وعليه خير كثير، عليه حوض ترد عليه أمتی يوم القيامة، آنيته عدد الكواكب) ألباني صحيح أبي داود میں (4747). ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ہلکی نیند سے سو گئے تھے، پھر آپ ﷺ مسکراتے ہوئے نیند سے اٹھے اور صحابہ کرام سے فرمایا: آپ لوگوں کو میری مسکرانے کی وجہ معلوم ہے؟ یا صحابہ کرام! آپ ﷺ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے (پھر آپ نے پوری سورت پڑھ دی)۔

خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ سے فرماتا ہے: "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ"، ہم نے آپ کو بہت ساری بھلائیاں اور بہت سارا فضل اور نعمتیں دی ہیں، جن میں وہ نہر یا حوض بھی شامل ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عطا کیا ہے، جس کو "کوثر" کہا جاتا ہے، اس کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت ہے اور چوڑائی

بھی ایک ماہ کی مسافت ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اور اس کے برتن اور پیالے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں اور انہی کی طرح جگمگاتے ہیں، جس نے ایک بار حوض کوثر کا پانی پی لیا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا، تو آپ ﷺ کو نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ" پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر، یعنی: اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو دنیا اور آخرت میں بہت سی بھلائیاں عطا کی ہیں، لہذا ان نعمتوں کی شکر گزاری کے لیے آپ صدق دل سے ہمارے لیے فرض نمازیں جاری رکھیں، اور ہماری رضا، اور نام پر قربانی کریں، ان مشرکوں کی طرح نہ کریں جو غیروں کے لیے نماز پڑھتے ہیں، اور غیروں کے لیے قربانی کرتے ہیں، مشرکوں میں بہت سے لوگ تھے جو خدا کے سواء کسی اور کے لیے قربانی کرتے تھے، لہذا اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ آپ کی نماز اور قربانی میرے لیے خالص ہو۔

قتادہ عطاء اور عکرمہ کہتے ہیں کہ: "وانحر" سے مراد عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنا اور قربانی ذبح کرنا ہے، ابن کثیر کہتے ہیں کہ "نحر" سے مراد حج اور مناسک میں ہدیہ اور قربانی کے طور پر جانور ذبح کرنا ہے، ابن کثیر نے اس بارے میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔

"إِنَّ شَانِيئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ" (یقیناً تمہارا دشمن خود ہی ابتر ہے)

یعنی بلاشبہ یہ تیرا ہی دشمن ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائوں سے محروم ہے، بے نسل ہے، اس کا کوئی انجام نہیں ہے، یا یہ کہ تیرا جو دشمن ہے جس کی موت کے بعد اس کی کوئی نیک نامی نہیں ہوگی، زمانہ جاہلیت میں جس آدمی کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوتی تھی تو اسے ابتر کہا جاتا تھا، حسن بصریؒ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو ابتر کہنے سے مشرکین کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ اپنے آخری ہدف تک پہنچنے سے پہلے دعوت کے آدھے راستے میں ناکام ہو جائیں گے، لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ یہ دشمنان رسول اللہ ﷺ ہیں جو کہ ناکام اور بے نشان رہیں گے" (مراجع: تفسیر انوار القرآن، تفسیر علامہ عبدالرحمن سعدی اسباب النزول سیوطی)

مفسرین کے نزدیک "کوثر" کے معنی کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: بعض نے صحیح احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ: "جنت میں ایک نہر ہے" بعض نے کہا ہے کہ: "جنت میں حوض ہے" اور بعض نے کہا: اس سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو نبی ﷺ کو عطا کیا گیا ہے، بعضوں نے کہا کہ یہ صحابہ کرام کی جماعت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ساتھی چن لیا، لیکن

اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو آپ ﷺ دیا گیا ہے، ان میں سے ایک حوض کوثر ہے جو جنت میں ہے، اور آپ ﷺ کو عطا کی گئی ہے، اس کی تصدیق و تائید کے لیے بہت سارے دلائل موجود ہیں، مثال کے طور پر حضرت عائشہؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: "نَهْرٌ أُعْطِيَ نَبِيَكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ حُجُوفٌ أَنْبِئُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ" (بخاری: ۴۹۶۵)

ترجمہ: "ایک نہر ہے جو نبی ﷺ کو دی گئی ہے، اور اس کے دونوں کناروں کے درمیان موتیاں ہیں، اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔" ابن جریر الطبری امام المفسرین، کوثر کے معنی کے بارے میں تمام مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے آخر میں کہتے ہیں کہ بہت سی روایات کے مطابق ہمارے نزدیک کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو نبی کریم ﷺ کو دی گئی ہے۔

"ابتر" کون ہے؟

علم لغت کے علماء کہتے ہیں کہ "ابتر" لفظ "بتر" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کاٹنا، جوہری نے "بَتَرْتُ الشَّيْءَ" کی تعریف کسی چیز کو ختم ہونے سے پہلے کاٹ دینے کے طور پر، اور "انبتار" کو انقطاع، اور "سیف باتر" کو کاٹنے والی تلوار کے طور پر اور "ابتر" کو دم کٹا اور بغیر کسی پیچھے چلنے والے کو کہا ہے۔

راغب کے مطابق ابتر دم کٹے جانور کو کہا جاتا ہے، پھر جس آدمی کی نسل نہ ہو کہ اس کا جانشین بنے اس کے لیے کہا جاتا ہے، نیز رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کی بنا پر کہ جو بات اللہ کے ذکر کے بغیر شروع کی جائے اسے "ابتر" کہتے ہیں۔

ابن منظور کی رائے بھی ان دو رائے کے قریب ہے، ابن عباس اور سدی کی روایت کے مطابق قریش ایسے شخص کے لیے جس کی نرینہ اولاد مرتی اسے "ابتر" کہتے تھے۔

لفظ صرف ایک ہی بار ذکر ہوا ہے وہ بھی اس سورت "کوثر" کی تیسری آیت میں، اور اس میں نبی ﷺ کے دشمن کا تعارف ہوا ہے، "إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ" (وہ تیرا ہی دشمن ابتر ہے) "شانئی" ماہر لسانیات نے اس لفظ کا معنی مبغض، یعنی بغض رکھنے اور نفرت کرنے والے کا کیا ہے، (ابن منظور، محمد بن مکرّم، لسان العرب، محقق، مصحح، میر دامادی، جمال الدین، جلد 1، صفحہ 102، بیروت، دار الفکر

للطباعة والنشر والتوزيع، دار صادر، طبع سوم، 1414ق)

عالم اسلام کے مشہور مفسر ابن عباسؓ فرماتے ہیں: اس لفظ سے مراد دشمن ہے، لیکن بعض اقوال کے مطابق بعض لوگ اپنا تعارف "شائنی" پیغمبر کے دشمن سے کراتے تھے، اور قرآن نے بھی ان کے جواب میں یہی لفظ استعمال کیا ہے: جیسا کہ عاص بن وائل کہتا تھا کہ: میں محمد کا شائنی ہوں (طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، جلد 30، صفحہ 212، بیروت، دار المعرفة، طبع اول، 1412ق.)

سورۃ الکوثر کا پیغام

- 1 - سب سے زیادہ اور بڑی نیکی سب سے چھوٹی سورت میں رکھی گئی ہے، " اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ "۔
- 2 - چھوٹی سے چھوٹی بات میں سب سے زیادہ خطاب کیا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو پانچ مرتبہ مخاطب کیا ہے، ان میں دو صورتیں امری اور قانونی، اور عبادی ہیں۔
- 3 - ذمہ داری کے مقام پر، ہمیشہ حکمی خطاب استعمال نہیں کرنا چاہیے، (تین صورتوں میں خدا تعالیٰ کا خطاب عام ہے۔
- 4 - دینی فرائض کی ادائیگی کے ذریعے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ضروری ہے (فصل)۔
- 5 - اگر انسان کو خیر کثیر یا بہت زیادہ نعمتیں میسر ہوں تو اسے چاہیے کہ اس میں سے کچھ دوسروں کے لیے خرچ کرے۔
- 6 - وافر نعمت کو معاشرے میں ظاہر کرنا چاہیے، تاکہ دوسرے اس سے فائدہ اٹھائیں، "وانحر"۔
- 7 - رسول اللہ ﷺ کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کا نتیجہ "ابتز" ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔
- 8 - اس دشمن کے مقابلے میں جو تباہی کا ارادہ رکھتا ہے نرمی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ"۔

سورہ کوثر پڑھنے کا ثواب

سورہ کوثر پڑھنے کے ثواب کے بارے میں ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے آپ فرماتے ہیں، "جو شخص سورہ کوثر کی تلاوت کرے گا، اللہ تعالیٰ حوض کوثر اور جنت کی ہر نہر سے اسے پانی پلائے گا، اور عید الاضحیٰ کے دن قربانی والوں کے برابر اجر و ثواب عنایت فرمائے گا"۔

حوض کوثر

لفظ "کوثر" کثرت بمعنی خیر کثیر ہے، کوثر، جنت میں یا میدان محشر میں ایک حوض ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو عطا کی ہے، اور مؤمنین

جنت میں داخل ہونے کے موقع پر اس کے پانی سے سیراب ہوں گے۔ مفسرین نے کوثر کے معنی کے بارے میں مختلف اقوال و روایات نقل کی ہیں، بعض مفسرین نے صحیح احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ "کوثر" جنت میں نہر ہے، بعض کہتے ہیں کہ جو خیر کثیر نبی کریم ﷺ کو عطا کیا گیا ہے وہی حوض کوثر ہے، بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ کوثر: قرآن کریم اور نبوت ہے، بعض مفسرین کا یہ خیال ہے کہ: اس سے مراد صحابہ کرام کی وہ کثیر تعداد ہے جنہیں اللہ نے آپ ﷺ کے ساتھی ہونے کی حیثیت سے انہیں چن لیا۔

البتہ اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو آپ ﷺ کو دیا گیا ہے، ان میں سے ایک حوض کوثر ہے جو جنت میں ہے، اور آپ ﷺ کو عطا کی گئی ہے، اس کی تصدیق اور تائید کے لیے بہت سارے دلائل موجود ہیں، مثال کے طور پر حضرت عائشہؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: "نَهْرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئًا عَلَيْهِ دُرٌّ حُجُوفٌ آيَاتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ" (بخاری: ۴۹۶۵) ترجمہ: "ایک نہر ہے جو نبی ﷺ کو دی گئی ہے، اور اس کے دونوں کناروں کے درمیان موتیاں ہیں، اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔" خدائے بزرگ نے اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ کو ایک بڑا اور وسیع حوض عطا کر کے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور جس کی خوشبو کستوری کی خوشبو سے زیادہ ہے، آپ کی عزت اور توقیر کی ہے، حوض کوثر کے جام اور پیالے ستاروں کی طرح زیادہ ہیں، اس کا صاف پانی کوثر کے دریا سے اس حوض میں داخل ہوتا ہے، وہی کوثر کی نہر جسے اللہ تعالیٰ نے جنت میں محمد ﷺ کے لیے خاص کیا ہے۔

محمد ﷺ کے امتی اس تالاب کے پاس آئیں گے، جو اس حوض کے پانی سے پیے گا، وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا۔

اس تالاب کے محل وقوع کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں: امام غزالی اور قطبی کی رائے ہے کہ یہ حوض پل صراط عبور کرنے سے پہلے میدان حشر میں واقع ہے، اس دعویٰ کے لیے یہ سند پیش کرتے ہیں کہ اس حوض میں آنے والے بعض لوگ دوزخ میں جائیں گے، اگر یہ حوض پل صراط کے بعد ہوتا تو بعض لوگوں کو واپس دوزخ کی طرف بھیجنا ممکن نہ تھا۔ (تذکرہ: ۳۰۲)۔

علامہ ابن صحر نے امام بخاری کا قول نقل کیا ہے کہ: یہ حوض پل صراط

کے بعد ہے، کیونکہ امام بخاری نے حوض کوثر سے متعلق احادیث پل صراط اور شفاعت کی احادیث کے بعد لکھی ہیں (فتح الباری: ۱/ 466)

حوض کوثر کا طول و عرض

روایات کے مطابق حوض کوثر کی لمبائی اور چوڑائی اور اس کے ہر کونہ کی مسافت ایک ماہ کے برابر ہے۔

اہل علم کوثر کے پانی کی صفت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کا پانی جنت سے آتا ہے، اس کے پانی کی گزرگاہ اور نالہ جنت سے کھینچے گئے ہیں، ان میں سے ایک سونے کا ہے اور ایک چاندی کا، اس کے برتنوں تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہے۔

حوض کوثر کے بارے میں مذکور احادیث

اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ان احادیث کو قارئین محترم کی خدمت پیش کرتا ہوں، جو خطیب تبریزی نے اپنی مشکاة میں ذکر کی ہیں:

1- بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (حوضی مسیرة شہر، وزواياہ سواء. مأوۃ ابيض من اللبن، وریحہ

أطيب من المسک، وکیزانہ کنجوم السماء، من یشرب منها فلا یظم أبدا)

ترجمہ: میرے حوض کی چوڑائی ایک ماہ کی مسافت ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اور اس کے آب خورے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں، جو اس میں سے ایک بار پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

2- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إن

حوضی أبعده من أیلة من عدن لهو أشد بیاضاً من الثلج، وأحلی من العسل باللبن، ولأنیته أكثر

من عدد النجوم، وإنی لأصد الناس عنه کہا یصد الرجل إبل الناس عن حوضه، قالوا: یا

رسول الله! أتعرفنا یومئذ؟ قال: "نعم لکم سیماہ لیست لأحد من الأمم، تردون علی غراً

مجلین من أثر الوضوء) رواہ مسلم

ترجمہ: میرے حوض (یعنی کوثر کے) دونوں سروں کے درمیان کا فاصلہ ایلہ اور عدن کے درمیانی فاصلہ سے زیادہ ہے، اور بلاشبہ اس حوض کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے، جس میں دودھ ملا ہوا ہے، اور اس کے آب خورے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں، اور یقیناً میں دوسری امتوں کے لوگوں کو اس حوض پر آنے سے اس طرح روکوں گا، جس طرح کوئی شخص غیر لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض پر آنے سے روکتا

بے ، صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ (اس وقت) آپ ہمیں پہچان لیں گے ، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں تمہیں پہچان لوں گا، دراصل تمہاری ایک خاص علامت ہوگی، تمہاری پیشانیاں اور تمہارے ہاتھ پاؤں ، وضو کی نورانیت کے سبب روشن اور چمکدار ہوں گے (مسلم) ایک اور روایت حضرت انس سے منقول ہے کہ :آپ ﷺ نے فرمایا: (تری

فیہ أباريق الذهب والفضة كعدد نجوم السماء)-

ترجمہ: اس حوض میں سونے چاندی کے آبخورے ہوں گے، (جو اپنی چمک دمک اور) تعداد کے اعتبار سے آسمان کے ستاروں کی طرح دکھائی دیں گے۔

4 - ایک اور روایت میں حضرت ثوبانؓ سے یوں منقول ہے کہ آنحضرت

ﷺ سے اس حوض کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "أشد بياضاً من اللبن، وأحلى من العسل يغت فيه ميزابان يمدانه من الجنة، أحدهما من ذهب والآخر من ورق"۔

"اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے ، اس حوض کو لبریز رکھنے کے لیے دو زور دار پر نالے گرتے ہیں جو جنت (کی اس بند) سے آتے ہیں (جس کا نام بھی کوثر ہے) ان میں سے ایک پر نالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا"۔

حوض کوثر پر کون لوگ آئیں گے اور کون اس سے روکے جائیں گے

کافی ساری احادیث اس بارے میں موجود ہیں کہ کون سے لوگ حوض کوثر پر وارد ہوں گے اور کون اس سے روکے جائیں گے ، بخاری مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " ليردن على الحوض رجال

من صاحبني، حتى إذا رأيتهم، ورفعوا إلي، اختلجوا دوني، فلاقولن: أي رب، أصحابي، أصحابي، فليقالن لي: إنك لا تدرى ما أحدثوا بعدك "

"حوض پر میرے ساتھیوں میں سے کچھ آدمی آئیں گے حتی کہ جب میں انہیں دیکھوں گا اور ان کو میرے سامنے کیا جائے گا تو انہیں مجھ (تک پہنچنے) سے پہلے اٹھا لیا جائے ، میں زور دے کر کہوں گا: اے میرے رب! یہ میرے اصحاب ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا نئی باتیں نکالیں"۔

بخاری اور مسلم ابی حازم کے واسطے سے سہل بن ساعدیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "أنا فرطكم على الحوض، من ورد شرب، ومن شرب

لم يظماً أبداً، وليردن على أقوام أعرفهم ويعرفونني، ثم يحال بيني وبينهم، قال أبو حازم: فسبح النعمان بن أبي عياش وأنا أحدثهم هذا الحديث، فقال: هكذا سمعت سهلاً يقول؛ فقلت: نعم، قال: وأنا أشهد على أبي سعيد الخدري لسبعته يزيد، فيقول: فإنهم مني، فيقال: إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك، فأقول: سحقاً سحقاً لمن بدل بعدي"

ترجمہ: "آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں حوض کوثر پر تم سے پہلے رہوں گا، جو وہاں پہنچنے گا اور جو اس کا پانی پی لے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا، میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہنچاتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا، ابو حازم نے بیان کیا کہ نعمان بن ابی عیاش نے بھی سنا کہ میں ان سے یہ حدیث بیان کر رہا ہوں تو انہوں نے کہا کہ تو نے سہلؓ سے اسی طرح یہ حدیث سنی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں، انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید خدریؓ سے یہ حدیث اسی طرح سنی تھی، ابو سعید اس میں یہ بھی بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں کہوں گا کہ یہ لوگ مجھ میں سے ہیں، نبی کریم ﷺ سے اس وقت کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے کیا تبدیلیاں کردی تھیں؟ میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کردی تھیں۔"

اور بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بینما أنا قائم علی الحوض، إذا زمرة، حتی إذا عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم، فقال: هلم، فقلت: إلى أين؟ فقال: إلى النار والله، فقلت: ما شأنهم؟ فقال: إنهم قد ارتدوا على أدبارهم القهقري، ثم إذا زمرة أخرى، حتی عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم فقال لهم: هلم، قلت: إلى أين؟ قال: إلى النار والله، قلت: ما شأنهم؟ قال: إنهم قد ارتدوا على أدبارهم، فلا أراه يخلص منهم إلا مثل همل النعم."

ترجمہ: میں (حوض پر) کھڑا ہوں گا کہ ایک جماعت میرے سامنے آئے گی اور جب میں انہیں پہچان لوں گا تو ایک شخص (فرشتہ) میرے اور ان کے درمیان سے نکلے گا اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ میں کہوں گا کدھر؟ وہ کہے گا کہ واللہ جہنم کی طرف، میں کہوں گا ان کے حالات کیا ہیں؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پاؤں (دین سے) واپس پلٹ گئے تھے، پھر ایک اور گروہ میرے سامنے آئے گا، اور جب انہیں بھی پہچان لوں گا تو ایک شخص (فرشتہ) میرے اور ان کے درمیان میں سے نکلے گا، اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ، میں پوچھوں گا کہ کہاں؟ تو وہ کہے گا، اللہ کی

قسم! جہنم کی طرف، میں کہوں گا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ فرشتہ کہے گا یہ لوگ آپ ﷺ کے بعد الٹے پاؤں واپس پلٹ گئے تھے، میں سمجھتا ہوں کہ ان گروہوں میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچے گا، مگر یہ کہ چوپایوں کی طرح چھوڑ جائیں گے۔"

امام قرطبی اپنی کتاب "التذکرہ" میں مندرجہ بالا احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: علماء اسلام نے حوض سے متعلق احادیث کے بارے میں کہا ہے کہ: وہ تمام لوگ جو دین سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے یا جنہوں نے دین میں ایسی بدعتیں پیدا کیں، جن سے خدا تعالیٰ راضی نہیں ہے، اور اس کی اجازت نہیں دی، ان سب کو حوض تک پہنچنے سے روکا جائے گا، اور انہیں وہاں سے بھگادیا جائے گا، لیکن ان کے ساتھ سخت سلوک کیا جائے گا، اور انہیں حوض کی نزدیک جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو گئے ہیں، اور انہوں نے کوئی اور راستہ اختیار کیا ہے، جیسے کہ خارجی فرقے، گمراہ روافض اور معتزلی جنہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے، ان سب نے خدا کا دین بدل دیا ہے، اسی طرح وہ ظالم لوگ جنہوں نے بہت زیادہ ظلم و ستم جاری رکھا، اور حق کے آواز دبانے، اور حق کے پیروکاروں کو قتل کرنے، اور انہیں ہراساں کرنے کے اقدامات کیے، وہ بھی جو کھلم کھلا کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے، اور گناہوں کو کم تر سمجھا، اور کج روی، بدعت اور خواہشات جیسے مسائل کا شکار ہوئے، ان سب کو بھی حوض کوثر سے بھگا دیا جائے گا۔

واضح رہے کہ اگر انہوں نے صرف اعمال میں کوئی گناہ کیے ہوں، لیکن صحیح عقیدہ رکھتے ہوں تو ان کو ایک مدت تک حوض سے روکا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے بعد وضو کی روشنی کی وجہ سے جس سے وہ پہنچانے جائیں گے، ان کو حوض تک پہنچنے کی اجازت دی جائے گی، اگر وہ نبی ﷺ کے عصر کے منافقین ہوں جو بظاہر ایمان کا اظہار کرتے تھے اور باطن میں کفر کی پیروی کرتے تھے، بظاہر انہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے، پھر ان کی چادریں ہٹا کر ان سے مخاطب ہوں گے، اور ان سے کہا جائے گا: دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔

یاد رکھیں کہ جہنم میں ان لوگوں کے سوا کوئی نہیں رہے گا، جن کے دلوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہو، اور ہر حق کو ٹھکرا کر باطل کی پیروی کی ہو، (التذکرہ: صفحہ: ۳۰۶)

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبي الكريم

**Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library**